سلسلہ مطبوعات ۷

## عصرِ حاضر میں

# دینِ حق کے شعوری تقاضے

ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاریؒ

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

سلسلہ مطبوعات (7)

عصر حاضر میں

# دین حق کے شعوری تقاضے

ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاریؒ

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

| | | |
|---|---|---|
| نام پمفلٹ | ............ | عصر حاضر میں دین حق کے شعوری تقاضے |
| افکار | ............ | ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاریؒ |
| سلسلہ مطبوعات نمبر | ............ | 7 |
| سن اشاعت طبع اول | ............ | ستمبر/ 1995ء |
| سن اشاعت دوم | ............ | جون/ 2006ء |
| سن اشاعت سوم | ............ | اکتوبر/ 2023ء |
| زیرِ اہتمام | ............ | شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن، ملتان |
| قیمت | ............ | |

ملنے کا پتہ:

☆ رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور

PH:00-92-42-36307714 , 36369089

برائے خط وکتابت:

☆ پوسٹ بکس نمبر 938، پوسٹ آفس گلگشت، ملتان

# حرف اول

اللہ تعالی کے فضل وکرم اور احباب فکر کے پر خلوص تعاون کی بدولت شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن اپنی فکری اشاعتی شاہراہ پر رواں دواں ہے، چنانچہ اب تک اس کی نگرانی میں کئی ایک مفید فکری کتابچے شائع ہو چکے ہیں۔ زیر نظر پمفلٹ (ضروری ردوبدل کے ساتھ) اس خطبہ استقبالیہ پر مشتمل ہے جو تحریک آزادی کے نامور رہنما اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے رفیق فکر وعمل ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ کے لے پالک صاحبزادے ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاری مرحوم (1908-1972) نے جمعیۃ علماء ہند کے گیارہویں اجلاس منعقدہ 3 تا 5 مارچ 1939ء بمقام دہلی ارشاد فرمایا تھا۔ (مکمل خطبہ کے لئے ملاحظہ کریں، جمعیۃ العلماء ہند' دستاویزات' مرتبہ پروین روزینہ شائع کردہ قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت اسلام آباد) ڈاکٹر شوکت اللہ انصاری نے آزاد مسلم بورڈ کے نام سے کئی جماعتوں کے اتحاد کی بھی قیادت کی جس نے متحدہ ہندوستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کی، وہ آزادی ہند کے بعد لوک سبھا کے رکن منتخب ہوئے اور بعد ازیں ریاست اڑیسہ کے گورنر بھی مقرر ہوئے۔

خطبہ کی فکری تازگی پون صدی سے زیادہ گزر جانے کے باوجود سدابہار ہے اور اس میں جو نکات زیر بحث لائے گئے ہیں وہ آج بھی غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور تقریبا ایک صدی قبل کہا جانے والا یہ بصیرت افروز جملہ ''آج دنیائے اسلام کی نجات مغربی سامراج کی تباہی میں مضمر ہے'' تو اس وقت عالم اسلام میں گونج رہا ہے۔ یہ اہل حق کی بصیرت ہے جو نوجوانوں میں منتقل کرنا آج کی باشعور نسل کی ذمہ داری ہے، اور اسی فریضہ کی انجام دہی میں باہمی تعاون کے خواستگار ہیں۔

ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
چیئرمین: شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

# مضامین ایک نظر میں


| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | حرف اول | 3 |
| ۲ | دہلی کی تاریخی اہمیت | 5 |
| ۳ | بیسویں صدی کا دہلی | 5 |
| ۴ | علمائے ہند اور جدوجہد آزادی | 6 |
| ۵ | انقلاب کیا اور کیوں؟ | 8 |
| ۶ | ترقی پسند دین | 10 |
| ۷ | دنیائے اسلام | 11 |
| ۸ | سامراجی سازشیں | 12 |
| ۹ | اسلامیان ہند | 13 |
| ۱۰ | برعظیم کی قومی تحریک | 14 |
| ۱۱ | مطالعہ اسلام کا محدود تصور | 16 |
| ۱۲ | ’’بے دینی‘‘ اور غیر مرتب انقلابی جوش | 16 |
| ۱۳ | خلافت راشدہ کا تاریخی منشاء | 17 |
| ۱۴ | سوشلزم کے درست تجزیہ کی ضرورت | 18 |
| ۱۵ | فلسطین | 20 |
| ۱۶ | مسلمانوں کی فرقہ وارانہ تنظیم کا تصور | 21 |
| ۱۷ | جمعیۃ کی تنظیم کے لئے تجاویز | 22 |
| ۱۸ | تتمہ کلام | 23 |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## دہلی کی تاریخی اہمیت

مجھے خوشی ہے کہ ایسے اہم موقع پر آپ اس شہر(دہلی) میں جمع ہوئے ہیں جوآج ہی نہیں صدیوں سے مسلمانوں کی تہذیب اورتمدن اوران کی سیاسی اورمعاشی فکر کا گہوارہ رہاہے۔گزشتہ دورمیں بارہاسلاطین اسلام نے اس دارالسلطنت میں بیٹھ کر بڑے بڑے فیصلے کئے ہیں اورفقہائے ملت اورمفتیان دین، بڑے بڑے اہم موقعوں پر اس مرکز میں مشورے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔آپ ہی سلف(اکابرین) کی صحیح ہدایات اوررہبری کی بدولت مسلمانوں نے تقریباً سات سوبرس اس ملک کواپنی تمدنی نعمتوں سے مالامال کیا تھا۔ علماء ہند ہی کے تفقہ فی الدین(دینی بصیرت) کا کرشمہ تھا کہ ہندوستان کی مختلف قومیں اورمذہب ایک سیاسی محورپر جمع ہوئے اوراسلامی عہد میں ہمارے وطن کی سماجی بیگانگی، سیاسی ،تمدنی اورکلچرل وحدت سے بدل گئی جس کی بدولت ہم آج ہندوستان میں قومی اوروطنی تحریک کی شانداراور مستحکم عمارت بنانے میں کامیاب ہورہے ہیں۔

## بیسویں صدی کا دہلی

دہلی کے ایک شہری کی حیثیت سے مجھے اس خیال سے بڑی مسرت ہوتی ہے کہ پرانے زمانے کی روایات کے مطابق ہمارے شہر نے مسلمانانِ ہند کی جملہ ترقی پسند تحریکوں اوروطنی آزادی کی جدوجہد میں برابرپُر جوش حصہ لیا ہے بلکہ یہ دعویٰ غلط نہ ہوگا کہ بیسویں صدی عیسوی میں مسلمانانِ ہند کی سیاسی اورمذہبی بیداری کی تحریکیں اِسی شہر سے شروع

ہوتی ہیں یا کم ازکم ان کا ہیولا (خاکہ) اسی شہر میں تیار ہوا، جنگ بلقان (14-1913ء میں خلافت عثمانیہ کے خلاف یورپی طاقتوں کی جنگ ہوئی،اس میں برصغیر کی تین بڑی میڈیکل ٹیمیں عثمانیوں کی حمایت میں ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی قیادت میں گئی تھیں) تحریک خلافت (ترکی اور جرمنی کی یورپ کی اتحادی فوجوں سے جنگ عظیم کے نتیجہ میں ترکی کے کئی حصے فرانس، برطانیہ اور یونان نے قبضہ میں کر لئے جس کے خلاف مسلمانان ہند نے بھر پور تحریک چلائی جس کی تائید اس وقت کی انڈین نیشنل کانگریس نے بھی کی) اورترک موالات (1920ء میں اس تحریک کا مقصد انگریز حکومت سے عدم تعاون اور بدیسی مال کا بائیکاٹ تھا،حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا سے رہائی کے بعد اس کا فتویٰ جاری کیا) غرض کہ ہر آزادی کی جدوجہد کا سانچہ یہیں اورآپ کے ہاتھوں سے ڈھلا۔آپ کو خوب یاد ہوگا کہ جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کی صحیح روحانی تربیت کے'' خیال سے'' (حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی ہدایت پر مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ذریعہ 1913ء میں) نظارۃُ المعارفِ القرآنیہ کی بنا اسی شہر میں ڈالی گئی ،جس کی بدولت ہمارے دینی اوردنیوی پیشوا ایک مرکز پرآ گئے اوراس قران السعدین (دوخوش بخت ستاروں یعنی دینی ودنیوی قیادتوں کا ملاپ) کا مجموعی نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی جماعت صرف مذہبی امور کے لئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کومنظّم کرنے کے لئے وجود میں آئی اورآپ تفقُّہ فی الدِّین کے علاوہ ایثاروقربانی کا عملی درس دینے لگے، مجھے اس امر پر روحانی مسرت ہے کہ جمعیۃ کی ازسرِنوتنظیم اوردوسرے اہم مسائل کا فیصلہ کرنے کے لئے آپ اس مبارک مرکز میں جمع ہوئے ہیں جہاں حضرت شیخ الہندؒ (مولانامحمودحسن 1920ء) ،حکیم اجمل خان صاحب (1927ء) مولانا محمد علی جوہر (1931ء) اورڈاکٹر (مختاراحمد) انصاری (1936ء) کا روحانی فیضان آج بھی کارفرما ہے۔

## علماء ہنداورجدوجہد آزادی

ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلط (1803ء) کے بعد سے آج (1939ء) تک علماء

اسلام کی کاروائیوں اوراعمال میں ایک مُحکَم (مضبوط) فکر اورتواتر (تسلسل) پایا گیاہے۔ انگریزی حکومت کے قیام کے بعد جب عمرانی (سماجی) انتشار کی وبا پھیلنی شروع ہوئی اوراس ملک کے بسنے والے سیاسی اورسماجی لامرکزیت کا شکارہونے لگے اس وقت بھی آپ کے سلف (شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (1824ء) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (1880ء) مولانا رشیداحمد گنگوہیؒ (1905ء) وغیرہ) اس جستجو سے بے خبر نہ تھے جووطنی جدوجہد کی محرک ہے چنانچہ انہوں نے ملکی آزادی کی ہرتحریک کا گرمجوشی سے استقبال کیا اورغیرمسلم ہندی اقوام کے ساتھ اس معاملہ میں برابر تعاون کیا۔

اس ملک کی خوش قسمتی ہے کہ گزشتہ جنگ (جنگ عظیم اول) سے کچھ قبل ہندوستان کی کھوئی ہوئی مرکزیت کے دوبارہ حاصل کرنے کا خیال ایک متعین اورمؤثر پروگرام کی شکل اختیارکرنے لگا۔یہ کہنے دیجئے کہ ہندوستان کی نئی متحدہ قومیت کی تحریک نے آپ کے اسلاف کے خوابوں کی تعبیر پیش کی۔ چنانچہ اس ملک کی مختلف اقوام ایک نئی ذہنی وحدت (کے ساتھ) اوراستبداد کے خلاف عملی جدوجہد پر مجتمع ہوتے دیکھ کرآپ نے ان کی دعوت کو لبیک کہا اورآپ بھی آزادی وطن کے جہاد میں شریک ہوگئے۔ہم سب کے لئے موجب مسرت ہے کہ حسب امید جمعیۃ العلمائے ہند (قیام:1919ء) نے مسلمانان ہند نے اپنے تناسب سے زائد ایثار وقربانی کا ثبوت دیاہے اوریہ بات یادرکھنے کے قابل ہے کہ خود جمعیۃ کے ایک دونہیں بلکہ صدہاارا کین اس لڑائی کی صف اول میں برابرلڑتے رہے۔اس کے ساتھ ساتھ جمعیۃ ، اسلامیان ہند کے مخصوص اوراقلیتوں کے تحفظات کے لے برابر سینہ سپر رہی، چنانچہ اسی کی مساعی کا نتیجہ ہے کہ کانگریس نے (1931ء میں) کراچی کی تجویز میں اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی تشریح اوراس طرح مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرلئے گئے۔غرض کہ جمعیۃ قومی اورملی محاذ پر برابرتن دہی سے کام کرتی رہی اورآج حضرت ناظم ، میرے بزرگ الحاج مولانا احمد سعید صاحب دہلوی (1959ء) بجا طورپر یہ دعوی کرسکتے ہیں کہ ’’جمعیۃ العلماء ہند ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے

مسلمانوں کی ہمیشہ صحیح راہنمائی کی ہے اس کی بیس سالہ تاریخ میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جہاں اس نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کی ہو‘‘ آج آپ کی حیثیت مسلم عوام کی رہنمائی اور وطنی آزادی کی جدوجہد میں ایک مستند اور ٹکسالی (قابل اعتماد) ہو چکی ہے۔

اجلاس مراد آباد (1933ء) میں کانگریس کی شرکت کا سوال پیش ہوا تو آپ نے نہایت صفائی اور دیانت داری سے اس کا اعلان کر دیا کہ ’’جمعیۃ علماء ہند کے سامنے اس یوم تاسیس سے لے کر آج تک ایک ہی مسئلہ اہم رہا ہے اور وہ صرف ہندوستان میں نظام شرعی کا قیام ہے۔ چونکہ نظام شرعی کا قیام بدون انقلاب ناممکن العمل ہے اس لئے ہم نے اس ملک کی اکثریت (ہندووں) کے ساتھ اشتراک عمل کیا تا کہ ہونے والا انقلاب قریب ترین ہو جائے۔ ہم نے ہمیشہ اس امر کا صراحتاً اعلان کیا ہے کہ ہم (آزادی کی) جنگ کرنے والی پارٹی کے ساتھ اشتراک عمل کریں گے۔ خواہ وہ کانگریس ہو یا سوشلسٹ اور کمیونسٹ ہو۔ فرض کیجئے کہ اگر کانگریس اپنے ہتھیار کھول دے اور حکومت برطانیہ سے تعاون کر لے تو کیا ہم کانگریس سے الجھے (وابستہ) رہیں گے؟ نہیں بلکہ ہم کسی ایسی پارٹی کو تلاش کریں گے جو ہمارے حقیقی مقصد یعنی مکمل انقلاب کو ہم سے قریب کرنے والی ہو‘‘

(حضرت ناظم مطبوعہ تیج 26 اگست 1937ء)

میرے محترم بزرگو! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے اس بے لوث اور بے باکانہ جذبہ آزادی کے سامنے اپنا ہدیہ عقیدت پیش کروں۔ مجھے اس کا اطمینان ہے کہ ملک کی بہت سی دوسری جماعتوں کی طرح آپ کے سامنے آزادی کی پر پیچ (پیچیدہ) منزلوں سے گھبرا کر پیچھے ہٹنے کا کوئی سوال نہیں۔ آپ کی جماعت صرف آگے جانے اور ہندوستان کو کامل آزادی کی انتہائی منزل تک پہنچانے کے لے بنی ہے۔

## انقلاب کیا اور کیوں؟

بزرگان قوم! آج ہمارے ماحول کا تقاضا ایک بہت بڑا سیاسی اور سماجی انقلاب

معلوم ہوتا ہے ہمارے بلکہ دنیا بھر کے معاشرہ کی نبض اس کا پتہ دیتی ہے کہ ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر مگر لازما ایک بہت بڑی تبدیلی سے دوچار ہونے والے ہیں ۔بقول حضرت ناظم، ہم مکمل انقلاب کے حصول کے لے جدوجہد کرر ہے ہیں اورخود نظام شرعیہ کا قیام بدون انقلاب ناممکن ہے ایسی حالت میں ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم اس سیاسی اور سماجی انقلاب کے متعلق غورکریں کہ اس کی ماہیت کیا ہے؟ کیسے واقع ہوگا؟ ہم میں سے کون کیوں اورکس طرح اس میں حصہ لے سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم ان مبادیات (بنیادی باتوں) کو صاف نہ کرلیں ہمارا منزل مقصود کی طرف بڑھنا بہت دشوار ہے۔

لغوی معنوں میں انقلاب ایک بہت بڑی تبدیلی کو کہتے ہیں۔ تاریخی اصطلاح میں انقلاب سے مراد وہ سیاسی ،اقتصادی اورمعاشرتی تبدیلی ہے جو مروجہ نظام تمدن کو بدل کر بالکل نیا نظام تمدن وجود میں لائے۔آج سارے جہاں میں ایک اسی قسم کی انقلابی فضا ہے اوردنیا ایک نئی کروٹ لے رہی ہے جس کی بدولت ہزاروں برس کا پرانا نظام تمدن آئندہ غیر محدود زمانے کے لے بدلنے والا ہے۔اس تاریخی تقاضے کو پورا کرنے میں ہم مسلمان اورہندوستانی ہی نہیں بلکہ جملہ اقوام عالم بلالحاظ ملک ومذہب شریک ہیں۔

بہت سے مفکر اس تاریخی تقاضے کو لابدی (ناگزیر) اوراٹل سمجھتے ہیں، مجھے اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ میں مانتا ہوں کہ معاشرہ کے تاریخی حالات نے ایسے اسباب پیدا کردیئے ہیں کہ ایک انقلاب ممکن الوقوع اورتاریخی اعتبار سے ضروری ہے مگر بہرنوع اس سماجی انقلاب کا موضوع اوراس کے محرک انسان اوران کا ماحول ہے اورانسان اپنے ماحول کے بدلنے اورنہ بدلنے دونوں پر قادر ہے ۔جبر کا اس میں کوئی پہلو نہیں ۔ایک صحیح معاشرتی انقلاب صرف شعوری طور پر وجود میں آسکتا ہے اورآج کے صنعتی دور میں انقلاب ایک علم وفن کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس وقت ہمیں اورآپ کو یہ غورکرنا ہے کہ آخر پرانے نظام کو بدلنے کی ضرورت کیوں واقع ہوئی ہے؟اس کا جواب صاف اورسیدھا ہے۔آج دنیا کو پرانے نظام بدلنے کی اس

لئے ضرورت ہے کہ سرمایہ داری کا مروجہ نظام انسان کو خوش حال اور ترقی کی راہوں پر آگے لے جانے سے قطعاً معذور ہو گیا ہے۔ سرمایہ داری کی بدولت انسان ذلت اور پستی کی اس آخری منزل پر پہنچ گیا ہے جہاں تحکم (بالادستی) اور نفع کی خاطر انسانی روحانیت اور اخلاق تک خریدنی اور فروختنی اشیاء سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ سرمایہ داری کی آخری اور وحشتناک صورت ''سامراج'' یعنی استعماری حکومت کا طریقہ ہے جس نے اپنے وطن کے صنعتی مزدوروں کو پابند، بے بس اور غلام بنا کر ایشیا اور افریقہ کی قدیم اقوام کو اپنے استحصال کا ذریعہ بنالیا ہے اوران براعظموں کی زندگی مغربی ممالک سے بھی زیادہ ابتر ہے۔ آج مغرب اور مشرق یعنی ارض انسانی غاصب ومغصوب اور ظالم ومظلوم کے دوٹوک حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے اور ہم ایشیائی اور افریقی بہت سے طبقاتی اور تمدنی اختلافات کے ہوتے ہوئے بھی استعمار (کے استحصال زدہ ہونے) کے رشتہ سے ایک دوسرے سے لامحالہ طور پر منسلک ہو گئے ہیں اور دنیا کی اس جدوجہد میں شریک ہونے کے لے تاریخی طور پر مجبور ہیں جو ایک نئے انسانی تمدن کی بنیاد قائم کرنا چاہتی ہے جس میں پہلی بار انسان فرقوں اور طبقوں کی زنجیروں سے آزاد ہو کر صحیح اخوت اور مساوات کی زندگی بسر کرنے کے لے ایک طور پر مجبور ہوگا۔ یہ جدوجہد اقتصادی سطح پر ہی نہیں بلکہ اخلاقی قدروں کے لئے بھی جاری ہے۔

## ترقی پسند دین

آج مذہب اور صحیح روحانیت ،لامحدود نجی ملکیت اور تفوق مدارج (طبقاتیت) کی آلائشوں سے پاک ہونے کے لے جدوجہد کررہے ہیں اور یہ جدوجہد ہمارے ملک ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں جاری ہے اس وقت (1939ء) جب ہم آپ اس اجلاس میں جمع ہیں، چین،اسپین اور فلسطین کے کروڑوں نفوس اس انسانی اور تاریخی جدوجہد کی ایک فیصلہ کن منزل میں ہیں۔ شام، حبش اور خود یورپ اور امریکہ کے محنت کش طبقے درجہ بدرجہ یہ منزلیں طے کررہے ہیں اور استعمار اور سرمایہ داری سے نبرد آزما ہیں۔ غرض کہ ہمارے قومی اور ملی سوال حتی کہ خود مذہب اور اخلاق کی کش مکش سمٹ کر بین الاقوامی انسانی جدوجہد میں

مرکوز ہوتی جارہی ہے۔دوسری طرف غاصب قوتیں انتہائی ہوشیاری اور بے ضمیر پن سے انسان کوفریب دے کر اپنے قدم جمائے رکھنے کی ان تھک کوششوں میں مصروف ہیں جس کی بدولت حکمراں طبقے اپنی اپنی قوموں میں جارحانہ وطنیت اور جنگ جوئی کا جذبہ بڑھارہے ہیں اورایک پہلے سے بھی زیادہ تباہ کن ، بھیانک اورخوانخوار جنگ کا نقشہ دنیا کے سامنے ہے۔

انسانی ماحول کی اس انقلاب انگیز فضااورمتصادم قوتوں کے ابھرنے کا ادنی کرشمہ ہے کہ ہمارے سوچ بچار کے طریقے اورخود ہمارے منطق اورفلسفہ کے بنیادی نظریئے بدل رہے ہیں اورجولوگ(یونانی مفکرارسطو کے دور کی ) پرانے استقرائی منطق اور جامد اورغیر متحرک تصورات کے عادی ہیں وہ اس کرہ ارضی کی انقلابی حرکت اورنمواورتغیر پذیری کے سمجھنے میں عاجز اورلاچار ہوتے جارہے ہیں۔

## دنیائے اسلام

اس انقلاب انگیز فضامیں مسلمانان عالم ایک اہم اورفیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں جغرافیائی اعتبارسے مراکش سےلیکرچین تک ان کا مُرتَّب سلسلہ پایاجاتاہے جسے مغربی استعمارنےمنتشرکرنے کی بار بارکوشش کی ہے۔انیسویں صدی سے آج تک مغربی سرمایہ داری اوریورپین دنیائے اسلام کی تخریب میں مصروف ہے اورحقیقت یہ ہے کہ اس نے عالم اسلام کوہرلحاظ سے اپنا پابند اورآزادی اوراقتدار سے محروم کردیاہے۔آج دنیائے اسلام کی نجات مغربی سامراج کی تباہی میں مضمرہے، چنانچہ عراق،یمن،شام،فلسطین اپنے آپ کومغربی استعمارسے آزادکرانے کی فکرکررہے ہیں۔چین کے مسلمان اس جدوجہد میں انقلابی جماعتوں کے ہمراہ جاپانی حملہ آوروں کے خلاف سینہ سپرہیں۔افریقہ کے مسلمانوں نے برابراطالوی استعمارکی مخالفت کی ہے۔ٹیونس،مراکش کے مسلمان فرانسیسی استعمار کے خلاف کھڑے ہورہے ہیں البتہ ہسپانوی ڈکٹیٹرفرانکو( General Franco (عرصہ اقتدار 1936ءتا1975ء) نے ہسپانوی مراکش کے مسلمانوں کو

مذہب کے نام پر دھوکہ دے کراور قرطبہ اورغرناطہ(جیسے تاریخی شہروں) کی واپسی کے سبز باغ دکھا کر اپنے ساتھ ملالیا ہے۔

## سامراجی سازشیں

فرانکو کی طرح دوسری استعماری حکومتیں بھی دنیائے اسلام پراثر ڈالنے کی اور مسلمانوں کو انقلابی اور جمہوری جدوجہد سے علیحدہ رکھنے کی فکر میں ہیں چنانچہ مسلمان جاگیری امراء اور دوسرے سامراجی ایجنٹ ہر ملک میں سرگرم ہیں۔روسی (انقلاب سے بھاگے ہوئے) مہاجرین اور ''شرفا'' خصوصیت سے اس کام پر مامور کیئے گئے ہیں۔آپ کو غالباً اس کا علم ہوگا کہ جاپانی شہنشاہیت پرستوں نے حال ہی میں اسی خیال سے ٹوکیو میں ایک مسجد، مدرسہ اورعربی مطبع قائم کیا ہے اور چین میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا وعدہ کیا ہے تا کہ چینی مسلمان فوجی جدوجہد اور جاپان کا مقابلہ کرنے سے باز رہیں۔

(اٹلی کے فاشسٹ حکمران) مسولینی (Mussolini Benito) عرصہ اقتدار 1922ء تا 1943ء) نے حضرت شیخ (عمرمختار) سنوسی کو 1931ء میں سولی پر لٹکانے کے بعد بعض وظیفہ خوار طرابلسی (لیبیائی) مسلمانوں سے سیف الاسلام کا لقب حاصل کیا ہے۔مصرو یمن بلکہ فلسطین اورعراق میں بھی اٹلی کی ریشہ دوانیاں جاری ہیں۔جرمن فاشسٹ (نسل پرست) ایجنٹ بکثرت دنیائے اسلام میں مصروف ہیں اور اسلامی تعلیمات اور فاشزم میں تطابق کرنا چاہتے ہیں۔گزشتہ سال نیورمبرگ کانفرنس ( Nuremberg Conference) میں سو سے زیادہ عرب مندوبین ہٹلر کی دعوت پر جرمنی گئے تھے۔

جاپان ،اٹلی اور جرمنی کی طرح برطانوی استعمار بھی دنیائے اسلام کے دینی اورمذہبی جذبے سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اوراس فکر میں ہے کہ خلافت اسلامیہ کے جلیل القدر منصب کو کسی ماتحت اسلامی فرمانروا کے سپرد کردے تا کہ خلیفہ اسلام کی وہ حیثیت ہوجائے جو(انگریز کے ماتحت) ہندوستان کے والیان ملک کی ہے دوسری طرف محکوم مسلمان اورقوموں اورخصوصیت سے ہندوستان میں برطانوی استعمار نے قومی جدوجہد کو کمزور

کرنے کے لئے ''تہذیبی تقسیم'' (دوقومی نظریہ) کے بے بنیاد منصوبوں میں مسلمانوں کو الجھانا شروع کیا ہے۔

## اسلامیان ہند

دنیا کی استعماری اور جمہوری طاقتوں کی کشمکش میں اسلامیان ہند کئی اعتبار سے اہمیت رکھتے ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت ہندوستان میں آباد ہے، اس کے علاوہ مدت سے دنیائے اسلام کی سیاسی اور ترقی پسند تحریکات سے ہندوستان کے مسلمانوں کو تعلق رہا ہے۔ برطانوی استعمار کی بین الاقوامی پالیسی کا تمام تر انحصار ہندوستان کے مادی اور تجارتی وسائل اور اس ملک کی عام سیاسی فضا پر ہے۔ ایسی حالت میں ہندوستان کا رویہ عام جمہوری تحریک کے لئے ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے چنانچہ گزشتہ پچاس برس (انیسویں صدی کی آخری دہائیوں) سے برطانوی استعمار کی مسلسل اور منظّم کوشش رہی ہے کہ مسلمانان ہند استعمار دشمن راہوں سے بے خبر ہو کر زندگی بسر کرتے رہیں۔

سماجی اعتبار سے مسلمانان ہند دو متصادم طبقوں سے مرکب ہیں۔ ایک طرف بڑے بڑے جاگیردار اور والیان ملک اور سرکاری ملازم و پنشن یافتہ لوگ ہیں جو بلاواسطہ برطانوی سامراج کے مفاد سے منسلک ہیں دوسری طرف مسلم عوام ہیں جن کی حیثیت آئے دن گرتی جاتی ہے اور اس عالمگیر کساد بازاری میں غیر معمولی طور پر خراب ہوگئی ہے۔ مسلمانوں میں متوسط طبقہ کے لوگ بہت کم ہیں اس سماجی تقسیم کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا اعلیٰ طبقہ ہر جمہوری اور ترقی پسند تحریک کی مخالفت کرتا ہے اور مسلم جمہور بلا تامل انقلابی تحریکوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

مسلمانان ہند کے کلچرل اور تمدنی سوالات پر بھی اس بنیادی سماجی تقسیم کا اثر پڑتا ہے اب تک مسلمانوں کا کلچر اور تمدن جاگیری عناصر کا پابند رہا ہے چنانچہ اب جاگیری عناصر ''تمدنی تحفظات'' کے پردے میں مسلمانوں کی سیاست پر حاوی ہونا چاہتے ہیں۔

دوسری طرف استعمار کے سیاسی اداروں کی بدولت مسلم جمہور پر (انگریزی نظام کے تحت) شہر کے پڑھے لکھے اور جدید تعلیم یافتہ مسلمان حاوی ہیں۔ مسلمانوں میں (ترقی پسند) علماء کی ہی ایک ایسی جماعت ہے جسے برطانوی استعمار سے کوئی علاقہ نہیں رہا ہے اور جاگیری طبقہ کے اثر سے آزاد ہے۔

مسلمانوں کی اس سماجی تفریق اور اختلاف ذہنیت کا اثر ہندوستان کی وطنی آزادی کی تحریک پر بھی پڑتا ہے مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندو سماج منجملہ اور سماجی طبقوں کے، تجارت پیشہ اور متوسط عناصر سے مُرتَّب ہے جس کی وجہ سے ہندو سماج کا خمیر مسلمانوں سے مختلف ہوگیا ہے اور اس سماجی اختلاف کی وجہ سے وہ سوالات پیدا ہوجاتے ہیں جن سے ایک طرف فرقہ پرست اور دوسری طرف برطانوی استعمار فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور اب تک اٹھاتا رہا ہے۔

## برعظیم کی قومی تحریک

ہماری وطنی آزادی کی تحریک برطانوی استعمار کی کارفرمائیوں کا جواب ہے اور ان سماجی طبقوں پر مشتمل ہے جن کے مفاد بلاواسطہ یا بالواسطہ برطانوی سامراجی مفاد سے ٹکراتے ہیں۔ یہ کہئے کہ ہندوستانی قومیت ایک قسم کا متحدہ محاذ ہے جس میں کسان، مزدور اور عام چھوٹی حیثیت کے ہندوستانیوں کے علاوہ کچھ متوسط الحال اور صنعتی سرمایہ دار بھی شامل ہیں اس لئے کہ ہندوستانی سرمایہ کو بھی برطانوی سرمایہ کے اقتدار سے صدمہ پہنچتا ہے اور اسے ابھرنے کا موقع نہیں ملتا۔

یہ ہماری تاریخی بدقسمتی ہے کہ ہمارے سرمایہ دار نے ایسے دور میں جنم لیا جب دنیا سے سرمایہ کا ترقی پسند پہلو مٹ گیا۔ اس لئے وہ ان معاشرتی اصلاحات سے معذور ہے جو یورپ اور بالخصوص انگلستان کے سرمایہ دار نے اپنے ابتدائی دور میں دنیا کو دی تھیں۔ ہمارا صنعتی سرمایہ دار نہ جاگیریت کو مٹانا چاہتا ہے، نہ جمہوریت قائم کرسکتا ہے۔ مزدوروں کی مزدوری بڑھانا کیا معنی؟ وہ ان کی انجمنوں اور ہڑتال کرنے کے ابتدائی حق

کوبھی گوارانہیں کرتا۔اسے توہمات سے بھی کچھ بیر(ناراضگی) نہیں۔ایسی حالت میں ہندوستانی سرمایہ دارکا بنیادی منشاءقومی تحریک سے یہ ہے کہ کسی اعتدال پسند لیڈر کے پردے میں عوام کو ابھارے اورعوام کے دباؤ سے استعمار کو معمولی سیاسی اوراقتصادی مراعات دینے پر مجبور کردے،لیکن اس کے ساتھ اس کا برابر لحاظ رکھے کہ کسان،مزدوراور چھوٹی حیثیت کے ہندوستانی اپنے مفاد اور جمہوی جدوجہد کے متعلق آزادانہ طور پر سوچنے نہ پائیں۔جن مظاہرات کو آپ آئے دن فرقہ پرور تعصّبات سے تعبیر کرتے ہیں وہ دراصل ہندوستانی سرمایہ دار اور برطانوی استعمار کے تاریخی حدود کے مظاہرے ہیں اوراس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

لیکن بایں ہمہ(ان سب کے باوجود) ہم یہ نہیں بھول سکتے کہ ہندوستانی سرمایہ دار اوراس کے ترجمان ہندوستان کواس وقت آگے ضرور لے جانا چاہتے ہیں اوران کی اصلاح پسندی کا پہلو بھی ہے۔اسی ترقی پسندی کے تقاضے سے کانگریس نے اپنے اجلاس کراچی میں مسلمان اوردوسری اقلیتوں کے حقوق اورتحفظات تسلیم کرلئے ہیں بلکہ انہیں ''بنیادی حقوق'' کا درجہ دیاہے اوران حقوق کو بار بار دہراکر ان پر مہر تصدیق لگادی ہے دوسری طرف کانگریس کی ترقی پسند پالیسی سے مزدور اورکسانوں میں عدیم المثال بیداری ہورہی ہے یعنی ان حقوق اورتحفظات پرعمل پیراہونے کی ضمانتیں پیدا ہورہی ہیں اوراس کاکوئی خطرہ نہیں رہاہے کہ کوئی استعماردشمن جماعت ان تسلیم شدہ حقوق کو بھلادے۔

ایسی حالت میں میراپختہ عقیدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کواستعماردشمن محاذ میں شریک ہوکر ان جمہوری عناصر کومضبوط کرنا چاہئے جو چھوٹی حیثیت کے طبقوں کے ترجمان اورمسلم جمہور کے مفاد سے زیادہ ترقریب ہیں۔خود کانگریس کی منظور کردہ پالیسی پرکانگریس کوعمل کرنے کے لئے مجبور کرنا ہندوفرقہ پرستی کے خوف کا بہترین اورموثر ترین جواب ہے۔ کاش مسلمان اس حقیقت سے باخبرہوں کہ وہ کانگریس کی عملی کاروائیوں سے دوررہ کرترقی پسندعناصر کوکمزوراورقومی جدوجہد کورجعت پسندی کے حوالہ کرتے جارہے ہیں۔

## مطالعہ اسلام کا محدود تصور

میں حیران ہوں کہ آج بعض حلقوں میں اسلام کے مطالعہ کے معنی اس قدر ہیں کہ ہم کسی نہ کسی طرح موجودہ معاشری مسائل کے تاریخی مطالعہ اوران کے حل کرنے اور موجودہ انسانی جدوجہد میں حصہ لینے سے باز رہیں۔کیا آپ کو یا کسی صحیح الدماغ مفکر کو اس حقیقت کے ماننے میں تأمل ہوسکتا ہے کہ آج محکوم قوم کی ہر ملکی وطنی جدوجہد اس دور کی انسانی جدوجہد کی کڑی ہے اوراسلام کے صحیح تاریخی تقاضے کو پورا کرتی ہے۔کج بحثی کا ایک مستقل اور بے معنی طومار (لمباچوڑا قصہ)اس کا پتہ دیتا ہے کہ ہمارے مفکر دنیائے عمل سے بہت دور ہیں اوراپنی بے عملی پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک پرفریب نظریہ گھڑ لیتے ہیں۔وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ صحیح تاریخی نظریئے،موجودہ زندگی کے حقائق سے مرتب کئے جاسکتے ہیں نہ کہ خیالی اورتصوری دنیا میں رہ کر۔

بہت سے ہندوستانی مسلمان مفکرین ایسے ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ اسلام کے اجتماعی اورمعاشی نظریوں میں کوئی لچک نہیں۔وہ شروع سے اس کے قائل ہی نہیں کہ اسلام کی عالمگیری کا یہ بین (واضح) تقاضا ہے کہ قرآن پاک کے بنیادی اصول سامنے رکھ کر ہم ہرزمانے کی ضرورتوں کے مطابق تفصیلی قوانین بنائیں۔جولوگ اعلان کرتے ہیں کہ اسلام میں کوئی لچک نہیں ،شاید انہیں یادنہیں رہتا کہ وہ اس قول سے اسلام کی عالمگیر روح کو صدمہ پہنچارہے ہیں ۔میں جانتاہوں کہ قدامت پسندی بعض سہل پسند طبائع کو مرغوب ہے اور ہرانسان تبدیلی سے تھوڑابہت گھبراتا ہے لیکن بڑی بڑی تاریخی تبدیلیاں اسلام( کی تاریخ ) میں بھی واقع ہوئی ہیں ۔ایک زمانہ تھا کہ جب ملت اسلامیہ کا کام بغیر احادیث کی تدوین کے چلا۔اس کے بعدوہ دوربھی آیا کہ اسلام کی ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کے اصولوں کی توضیح اورتشریح کے لے ہمیں باضابطہ فقہ( بھی ) مدون کرنا پڑا۔

## ''بے دینی'' اورغیرمرتب انقلابی جوش

محترم بزرگو! آپ نے کبھی اس واقعہ پر بھی غورفرمایا ہے کہ جس رجحان کو آپ مجمل

اورمبہم طور پر رسمی الفاظ میں بے دینی اور دہریت کہتے ہیں اس میں بسااوقات اسلامی اصولوں کی نئی توضیح کی جستجواورایک غیر مرتب انقلابی جوش پایاجاتا ہے ۔جدید ’’بے دینی‘‘میں نفس پرستی اورمذہب دشمنی کا پہلوکم اورایک جامع معاشری اوراجتماعی فلسفہ کی تلاش زیادہ ہے۔ مسلمان نوجوان اپنے گردوپیش کے انقلابی جذبہ سے متاثر ہوتا ہے اورحسرت سے مذہب والوں کی دنیا پرنظرڈالتاہے جو’’کنجِ گرفت ویادخدا رابہانہ ساخت‘‘ (گوشہ تنہائی پکڑلیا ہے اور یادِ خدا کابہانہ بنایاہواہے )کے مصداق معاشری سوالوں سے جی چراتے پھرتے ہیں،اس بے چین مگر پاک بیں نوجوان کو یہ نہیں بتایاجاتا کہ اسلام ایک دین فطرت اوربقول علامہ اقبال مرحوم(1938ء) ایک غیرمحسوس حیاتی اورنفسیاتی عمل ہے جس کا اطلاق ہر زمانہ میں اس کے حالات کے مطابق اورترقی پسند اورانقلاب انگیز معاشری عناصرکوسامنے رکھ کر ہوسکتا ہے۔اس کے مقابل وہ دیکھتا ہے کہ مذہب کی آڑ میں ہر بوسیدہ نظام تمدن اوراس کے غاصب اورقادر طبقے پناہ لیتے ہیں اورمذہب کانام لے کر انقلاب پرست طبقوں کوان کے تاریخی فرائض کے انجام سے روکنا چاہتے ہیں پھرکیا عجب ہے کہ اپنی بے صبری میں یہ حساس نوجوان نفس مذہب سے بدگمان ہوجائے۔

میں سمجھتاہوں کہ مسلمان سوسائٹی میں بے دینی کا پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مذہبی پیشوا اس دور کے معاشری سوالات پر ملتفت(متوجہ )نہیں ہوتے۔تاریخ اسلام میں اس طرح ’’بے دینی‘‘ کا ظہور نیا واقعہ نہیں آپ کو جبروقدر کے مسائل اورعلم کلام کی تاریخ معلوم ہے.................................................................................۔

## خلافت راشدہ کا تاریخی منشاء

بزرگو! آج دنیا پھراس جنت ارضی کو واپس لانے کیلئے بے چین ہے،جس کا خاکہ مخصوص حالات اورایک محدودرقبہ میں خلافت راشدہ نے پیش کیا تھا۔آج اس کا امکان ہی نہیں بلکہ تاریخی طور پر یقین ہے کہ اس خواب کی تعبیر دنیا کے ہر ملک میں نظرآئے گی۔آج ہمارے موجودہ ماحول کی صورت اس کے لحاظ سے ہماری جدوجہد کا نقشہ بدلا ہواہے لیکن

اس کے تاریخی منشاء کو سمجھنے میں کوئی دقت ایسے مسلمان کو نہ ہونی چاہئے جو خلافت راشدہ یعنی اسلام کے ہیئت اجتماعیہ کے صحیح تصور کو سمجھ سکتا ہے۔

## سوشلزم کے درست تجزیہ کی ضرورت

نوجوان مسلمانوں کی جستجو، ایک معین اور مُرتَّب معاشری فلسفہ کی صورت اختیار کرتی جارہی ہے جس کا نام سوشلزم کی تحریک ہے۔سوشلزم انسانی تاریخ کا ایک نیا فلسفہ اور معاشری زندگی کا ایک تجزیہ پیش کرتا ہے سیاسی آزادی کے لئے اس کا ایک پروگرام ہے اور سوشلسٹوں کا دعویٰ ہے کہ سوشلزم کے نظریئے اور اس کے پروگرام میں دور حاضر اور ہماری جدوجہد کا صحیح تقاضا مضمر ہے جس طرح شہنشاہیت کا اقتضا (تقاضا) محکوم قوموں کو دبانا اور دوسروں کو زیردست (تابع) رکھنا ہے اسی طرح سوشلزم کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ محکوم اور دبی ہوئی قوموں اور لوگوں کو ابھارا اور بڑھایا جائے۔آپ قطعا آزاد ہیں کہ اس فلسفہ اور تاریخی تجزیہ کے ماننے سے انکار کردیں اور موجودہ دنیا کے معاشی سوالات کو حل کرنے کے لئے ایک نیا پروگرام اور ایک نیا فلسفہ پیش کریں۔ایسی صورت میں ہماری سماج کی ضرورتوں کی کسوٹی اور انقلابی جدوجہد کا تاریخی تجزیہ آپ کے اور اشتراکیوں کے نظریوں کو اپنی کسوٹی پر کس لے گا اور دنیا کھرے کھوٹے کو خود پرکھ لے گی۔

ہندوستان کے سوشلسٹ آپ سے اپنے مخصوص عقائد نہیں منوانا چاہتے وہ صرف کامل آزادی کے حصول کے لئے ایک پروگرام پیش کرتے ہیں۔بحالات موجودہ وہ طبقاتی جنگ پر زور نہیں دیتے بلکہ جملہ مخالف استعمار طبقوں کو متحد کرکے سامراج سے موثر جنگ کرنا چاہتے ہیں ۔یہ ضرور ہے کہ گزشتہ جدوجہد کے تجربہ کی روشنی میں وہ بجائے اعلی طبقوں کے، مزدور، کسان اور چھوٹی حیثیت یعنی استحصال زدہ طبقوں کے اتحاد، تنظیم اور ان کی کانگریس میں شرکت پر زور دیتے ہیں۔

میں یہ نہیں مانتا کہ ہم اور آپ اس تجزیہ کو بھی ماننے کے لئے مجبور ہیں لیکن پھر اعلی طبقہ کے لوگوں کو ایک طرف اپنی گزشتہ تاریخ اور اپنے مفاد کو بھلا کر آزادی کی جدوجہد کا

ذمہ لینا پڑے گا اور دوسری طرف دستور پرستی و اصلاح پسندی کا علاقہ انقلابی جدوجہد سے ملانا پڑے گا جو (بظاہر) ناممکن ہے۔

میرا یہ منشا نہیں ہے کہ آپ اشتراکیت کو اپنا لیں۔ لیکن میری یہ مؤدبانہ گزارش ضرور ہے کہ آپ پہلی فرصت میں سوشلزم کے متعلق اپنی ناواقفیت دور کریں۔ یہ صحیح ہے کہ سوشلزم کا مارکسی فلسفہ مادیت پر مبنی ہے اور اس کے ارتقاء کی ایک بسیط تاریخ ہے جس سے یہاں بحث کرنا دور از کار (غیر متعلقہ) ہے۔ بہر نوع اس ''مادیت'' کو نفس پرستی اور تن پروری یا خلاف اخلاق و مذہب اعمال سے کوئی سروکار نہیں ہے ''مارکسی مادیت'' تاریخ ارتقاء انسانی کا ایک نظریہ ہے جس کی بحث خالصتاً نظری اور اصولی ہے۔ میرے نزدیک علم تاریخ میں جس باب کا علامہ ابن خلدون (1406ء) نے آغاز کیا تھا، مارکس ( Karel Marx 1883ء) اسے مروجہ علوم اور سائنس کی مدد اور حکیمانہ حیثیت سے تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔ اقتصادیات میں مارکسیت نے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل کئے ہیں اور علم انسانی کو استحصال زدہ اور محروم دنیا کی حمایت میں استعمال کر کے اور طبقاتی جدوجہد کے تاریخی بل بوتے پر محنت کش طبقہ کو ایسا حکیمانہ ہتھیار دیا ہے کہ آج (بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں) اس کی بدولت روس نے نظام سوویت قائم کیا ہے۔

سوشلسٹوں کی مذہبی پالیسی کے متعلق اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ وہ آپ کے مذہبی عقائد اور دینی اعمال سے کوئی تعارض نہیں کرنا چاہتے واقعہ یہ ہے کہ آج جرمن فاشسٹ حکومت کی مذہبی مداخلت کے مقابلہ میں سوشلسٹ، عیسائی پادریوں کے ساتھ مذہبی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور اگر آپ کے بنیادی حقوق اور تحفظات میں رخنہ اندازی کا خدشہ ہوا تو میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے سوشلسٹ آپ کی حمایت میں سینہ سپر ہوں گے۔ میں اپنے اس بیان کی تائید میں (1936ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے صدر) پنڈت جواہر لال نہرو کا عام رویہ اور مسلک پیش کر سکتا ہوں۔ حال ہی میں چینی سوشلسٹوں کی وہ مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے جو انہوں نے اپنے علاقہ کے چینی مسلمانوں کے ساتھ حسب ذیل مراعات برت کر دی ہے۔

(الف) جملہ جابرانہ محاصل منسوخ کر دیئے ہیں۔
(ب) مسلمانوں کو جبری فوجی بھرتی سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔
(ج) تمام پرانے قرضے مسترد کر دیئے ہیں۔
(د) مسلم کلچر کے تحفظ کی مؤثر تدابیر اختیار کی ہیں۔
(ہ) جاپانیوں کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی جدگانہ فوج بنائی ہے۔
(ر) تمام اسلامی فرقوں کو کامل مذہبی آزادی بخشی ہے۔
(س) مسلمانان چین کو بیرونی ممالک کے مسلمانوں سے اتحاد قائم کرنے کی آزادی دی ہے۔(منقول از ''ریڈ سٹار اور چائنا''(Rad Star over china)(تصنیف اڈ گرسنو(Edgar Snow)

## بعض دیگر امور

محترم بزرگو! ان ضروری رجحانات اور مسائل کی طرف اشارہ کرنے کے بعد بعض ان امور کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جن پر ہندوستان کے مسلمان آپ حضرات کی ہدایت اور راہبری کے منتظر ہیں۔آج ملک وملت کے سامنے حسب ذیل سوالات منجملہ دوسرے سوالات کے درپیش ہیں۔
(۱) فلسطین (۲) مسلمانوں کی تنظیم (۳) جمعیۃ کی از سرِنو تنظیم۔

### (۱) فلسطین

فلسطین (کی آزادی) کی جدوجہد آج (1939ء) فیصلہ کن منزل میں ہے اور اس سلسلہ میں ایک طرف برطانوی استعمار نے انتہائی تشدد انگیزی سے کام لیا ہے چنانچہ پچیس ہزار سے زائد برطانوی افواج فلسطین میں مصروف کار ہیں۔دوسری طرف برطانوی استعمار کی یہ کوشش ہے کہ دفع الوقتی کی خاطر ایک نام نہاد آزاد حکومت کا اعلان کر دیا جائے تاکہ بین الاقوامی حالات کے روبہ اصلاح ہونے کے بعد از سرِنو اپنا اقتدار مطلق قائم کرلیا جائے۔

اِلہ آباد فلسطین کانفرنس سے لے اب تک ہمارے سامنے مقاطعات ثلاثہ یعنی ولائتی مال، شاہی دربار اور فوجی بھرتی کے بائیکاٹ کا پروگرام ہے۔ہمیں چاہئے کہ بلاامتیاز مسلک ہم جملہ مسلمان جماعتوں کو اول فرصت میں ان باتوں پر متحد کرلیں۔دوسری طرف ہمیں وطن کی استعمار دشمن جدوجہد میں شریک ہونے کی (عام) مسلمانوں کو دعوت دینا چاہئے۔

## (۲) مسلمانوں کی فرقہ وارانہ تنظیم کا تصور

مسلمانوں کی تنظیم کا ایک مدت سے ہمارے سامنے سوال درپیش ہے لیکن ابھی تک اس مسئلہ کی وضاحت نہیں ہوئی کہ تنظیم سے کیا مراد ہے؟۔کیا ہم اپنے ہم وطنوں سے علیحدہ ہوکر اور فرقہ پروری کی بنیاد پر کوئی سیاسی اور استعمار دشمن صف بندی کر سکتے ہیں؟ اگر یہ تاریخی طور پر ممکن نہیں ہے تو پھر (اس طرح کی) سیاسی جماعتوں کے بنانے اور جداگانہ سیاسی پروگرام رکھنے کا خیال ہمیشہ کے لئے ترک کردینا چاہئے۔

اگر مسلمان محنت کش طبقوں اور بے روزگاروں کی تنظیم کا جداگانہ خیال ہے تو سوچنے کا طریقہ خطرناک اور مسلمان مفلوک الحال طبقے کے حق میں مضر (نقصان دہ) ہے اس لئے کہ ان کے اور غیر مسلموں کے بنیادی مطالبے مشترک اور صرف مفلوک الحال کی حیثیت سے ہیں اور جداگانہ تنظیم کا خیال انہیں لامحالہ کمزور کردے گا۔اس کے بعد مسلمانون کی تنظیم کا سوال غیر سیاسی اور معاشرتی اور تمدنی حدود میں اٹھایا جاسکتا ہے۔اوران حدود میں قابل عمل بلکہ ضروری ہے۔آپ نے اسے ہر قدم پر محسوس کیا ہوگا کہ ہماری تعلیمی اور معاشرتی پستی اس ملک کی ترقی کے لئے سدراہ ہے اور مسلمانوں کی عام ناواقفیت کی وجہ سے ہر قسم کی ترقی کے دشمن اور رجعت پسند انہیں دھوکہ دے سکتے ہیں یہ بھی مشکل بات ہے کہ کوئی نظام حکومت، برطانوی سامراجی بوجھ کے ہوتے ہوئے ان کی ترقی کا ذمہ لے۔

اس لئے ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم بالغوں کی تعلیم کا انتظام کریں اوراس سلسلہ میں تمام جماعتوں کو ملاکر اور تعلیم یافتہ نوجوانوں سے کام لے کر مدارس شبینہ ( Night

Schools) قائم کریں۔اگر اردوزبان اورہمارے کلچر کے مٹ جانے کا خوف ہے تواس کا بہترین ازالہ یہ ہے کہ اردو زبان کے ذریعہ عام مسلمانوں میں تعلیم بالغان کا پروگرام شروع کیاجائے اس کے ساتھ ساتھ ہی قرضہ کے بارکوکم کرنے کے لئے ہمیں مسلمانوں میں انجمن ہائے امداد باہمی(Co-operative Societies)اورامدادی بنک(Co-operative Banks) قائم کرنا چاہیئے تاکہ مسلمان سود اورقرضہ سے سبک دوش ہوں۔اوراپنی مددآپ کرنا سیکھیں۔

میں آپ سے خصوصیت سے عرض کروں گا کہ اپنی زبان اورکلچر کے فنا ہونے کاخوف رکھنا اورتعمیری کاموں سے باز رہ کرقومی تعمیر کا بوجھ تمام تر دوسروں پرڈالنامسلمانوں کواپنی ذمہ داریوں اورخوداعتمادی سے بازرکھنا ہےاوران صورتوں سے بنی بنائی قومیں برباد ہوجاتی ہیں۔

## (۳)جمعیۃ کی تنظیم کے لئے تجاویز

اس سلسلہ میں جمعیۃ کی تنظیم کاسوال سب سے زیادہ اہم ہےاس لئے کہ ہماری مذہبی تعلیم اورمذہبی تنظیم کاسوال جمعیۃ کی تنظیم سے وابستہ ہے۔جمعیۃ العلماء ہند وطنی جد و جہد کے انقلاب انگیز دورمیں ایک مخصوص کام کے لئے وجودمیں آئی تھی۔یعنی تحریک آزادی کی شرکت کی دعوت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے مذہبی اورتمدنی حقوق کی حفاظت کرنا اوریہ امرواقعہ ہے کہ آپ حضرات نے یہ دونوں فرائض پوری ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دیئے ہیں جس کا ابتدامیں تذکرہ کرآیاہوں۔آنے والی نسلیں ہم سے زیادہ آپ کی تاریخی خدمات کا اعتراف کریں گی اورلوگ اس حقیقت کوہم سے زیادہ محسوس کریں گے کہ اس عالمگیرانقلاب کے زمانہ میں مسلمانان ہندکوترقی کی راہ پرلگاکراوررجعت پسندی سے دوررکھ کرآپ نے خودمذہبی زندگی کوایک نئ زندگی اوربالیدگی بخشی ہے۔

آپ حضرات، جمعیۃ کی تنظیم اوراس کے متعلق خودفیصلہ فرمائیں گے میری ایک مخلصانہ گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں منجملہ دوسرے امورکے آپ دوباتوں پرتحریکات کا

مطالعہ فرمائیں:

اولاً۔میرے نزدیک آپ حضرات کو چاہئے کہ دنیا کے جدید رجحانات اور نئی تحریکات کا مطالعہ فرمائیں۔

ثانیاً۔یہ کہ مسلمانوں کی ضروریات اور ملک کی عام علمی فضاء کو دیکھتے ہوئے اس کی ضرورت ہے کہ ہمارے مذہبی تعلیم کے نظام میں اصلاح کی جائے تا کہ جدید مصر، ترکی اور ایران کی طرح ہمارے علماء بھی جدید علوم اور نئی تمدنی ضروریات سے باخبر ہوکر مسلمانان ہند کی رہبری ہر شعبہ حیات میں کر سکیں۔

مذہبی اداروں سے باخبر بعض لوگ مروجہ سرکاری تعلیم کو بدل کر اس کی جگہ نئے اور ترقی پسند اصولوں پر تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ماہرین تعلیم نے ان تجویزوں کو جانچا اور سنوارا ہے۔ضرورت اس کی تھی کہ ہم ان اصولوں کو سامنے رکھ کر خود مذہبی تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں کرتے۔

## تتمہ کلام

میں نے ازراہ خلوص بعض نئے رجحانات کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرائی ہے اور اپنے دینی جذبہ کے تحت اور اسلامی عمرانیات کی نگاہ سے انہیں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔مجھے قوی امید ہے کہ آپ حضرات ان گزارشات پر غور فرمائیں گے اور ہم حلقہ بگوشان اسلام کی ہدایت کریں گے تا کہ ہم ترقی پسند راہوں پر چل کر مسلمانان ہند کو بھی انقلاب، مکمل آزادی اور صحیح روحانی زندگی کی منزلوں پر پہنچا سکیں۔

وآخردعواناان الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله الکریم واصحابه العظیم

## مطالعہ اسلام کا محدود تصور

میں حیران ہوں کہ آج بعض حلقوں میں اسلام کے مطالعہ کے معنی اس قدر ہیں کہ ہم کسی نہ کسی طرح موجودہ معاشری مسائل کے تاریخی مطالعہ اوران کے حل کرنے اور موجودہ انسانی جدوجہد میں حصہ لینے سے باز رہیں ۔کیا آپ کو یا کسی صحیح الدماغ مفکر کو اس حقیقت کے ماننے میں تأمل ہوسکتا ہے کہ آج محکوم قوم کی ہر ملکی و وطنی جدوجہد اس دور کی انسانی جدوجہد کی کڑی ہے اوراسلام کے صحیح تاریخی تقاضے کو پورا کرتی ہے۔کج بحثی کا ایک مستقل اور بے معنی طومار (لمبا چوڑا قصہ) اس کا پتہ دیتا ہے کہ ہمارے مفکر دنیائے عمل سے بہت دور ہیں اوراپنی بے عملی پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک پرفریب نظریہ گھڑ لیتے ہیں۔وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ صحیح تاریخی نظریئے، موجودہ زندگی کے حقائق سے مرتب کئے جاسکتے ہیں نہ کہ خیالی اورتصوری دنیا میں رہ کر۔

بہت سے ہندوستانی مسلمان مفکرین ایسے ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ اسلام کے اجتماعی اورمعاشی نظریوں میں کوئی لچک نہیں ۔وہ شروع سے اس کے قائل ہی نہیں کہ اسلام کی عالمگیری کا یہ بین (واضح) تقاضا ہے کہ قرآن پاک کے بنیادی اصول سامنے رکھ کر ہم ہر زمانے کی ضرورتوں کے مطابق تفصیلی قوانین بنائیں۔ جو لوگ اعلان کرتے ہیں کہ اسلام میں کوئی لچک نہیں ،شاید انہیں یادنہیں رہتا کہ وہ اس قول سے اسلام کی عالمگیر روح کو صدمہ پہنچارہے ہیں ۔میں جانتاہوں کہ قدامت پسندی بعض سہل پسند طبائع کو مرغوب ہے اور ہرانسان تبدیلی سے تھوڑا بہت گھبراتا ہے لیکن بڑی بڑی تاریخی تبدیلیاں اسلام (کی تاریخ) میں بھی واقع ہوئی ہیں ۔ایک زمانہ تھا کہ جب ملت اسلامیہ کا کام بغیر احادیث کی تدوین کے چلا۔اس کے بعد وہ دور بھی آیا کہ اسلام کی ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کے اصولوں کی توضیح اورتشریح کے لے ہمیں باضابطہ فقہ (بھی) مدون کرنا پڑا۔ (صفحہ نمبر 16، پمفلٹ ھذا)

# شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن کی دستیاب مطبوعات

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ

☆ جدوجہد اور نوجوان ☆ استعماری مظالم اور ملی تقاضے

مولانا عبیداللہ سندھیؒ

☆ ولی اللہی فکر کا تاریخی تسلسل ☆ قرآنی دعوت انقلاب ☆ تاریخ اسلام (ایک معروضی مطالعہ)

☆ مولانا عبیداللہ سندھی کا ایک اہم مکتوب ☆ تقوی کیا ہے؟

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

☆ دین حق کی جامعیت اور برصغیر کا سامراجی نظام تعلیم (ایک تقابلی جائزہ)

مولانا محمد الیاس دہلویؒ و مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

☆ شریعت طریقت اور سیاست

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

☆ قرآنی اصول معاشیات ☆ اسلام کا اقتصادی نظام (ایک تقابلی جائزہ)

☆ فرد اور اجتماعیت ☆ اخلاق و معاشیات کا باہمی ربط ☆ وقت کی قدر و قیمت

☆ آزادی ☆ دینی دعوت کی حکمت عملی ☆ سیرت نبوی ﷺ کی ضرورت و اہمیت

مولانا سید محمد میاںؒ

☆ ولی اللہی تحریک (نظریہ انقلاب، نصب العین، پروگرام، مراکز، جماعت، اور مشکلات راہ)

☆ امام شاہ عبدالعزیز (افکار و خدمات) ☆ انگریز کے لرزہ خیز انتقام کی داستان

☆ آزاد قومی پالیسی کا خاکہ۔

سید سلیمان ندویؒ

☆ دین اور حکومت ☆ دین وحدت ☆ جہاد کیا ہے؟ ☆ حکومت کا دینی تصور

چوہدری افضل حقؒ

☆ ارکان اسلام ☆ غلبہ دین اور عبادات ☆ ثناء خداوندی ☆ صدائے فکر و عمل

پوسٹ بکس نمبر 938۔ پوسٹ آفس گلگشت ملتان